ماہنامہ
اردو دنیا
دہلی
Monthly URDU DUNIYA, New Delhi
قومی اردو کونسل کا بین الاقوامی جریدہ
جلد:25، شمارہ:6، جون 2023

ناشر اور طابع
ڈائرکٹر قومی کونسل برائے فروغ اردو زبان
وزارت تعلیم، محکمۂ اعلیٰ تعلیم، حکومت ہند

مطبع:
ایس نارائن اینڈ سنز، بی۔88، اوکھلا انڈسٹریل ایریا
فیز-II، نئی دہلی-110020

مقام اشاعت: دفتر قومی اردو کونسل

کمپوزنگ: محمد اکرام
ڈیزائننگ: محمد زید

قیمت-/15 روپے سالانہ -/150 روپے
Total Pages:100

صدر دفتر
فروغ اردو بھون، ایف سی 33/9، انسٹی ٹیوشنل ایریا جسولہ، نئی دہلی-110025
فون:49539000 شعبۂ ادارت:49539009

ویب سائٹ
http://www.urducouncil.nic.in
E-mail: editor@ncpul.in
urduduniyancpul@yahoo.co.in

شعبۂ فروخت
ویسٹ بلاک-8، ونگ-7 آر کے پورم، نئی دہلی۔110066
فون: 26109746، فیکس:26108159
ای میل: sales@ncpul.in
شاخ:110-7-22، تھرڈ فلور، ساجد یار جنگ کمپلکس
بلاک نمبر 5-1، پتھر گٹی، حیدرآباد۔500002
فون:040-24415194

مشمولات

اداریہ

خطوط

ادب: زاویے اور جہات




زبان اور زمینی صورت حال

کتاب دریچہ

لعل و گہر

ذکر جگن ناتھ آزاد



خراج عقیدت

سلسلۂ صحافت

عالمی ادبیات

زبان و تعلیم

تاریخ و تہذیب



خصوصی گفتگو

فلم

طب اور اردو

نیا آسماں نئے ستارے

کتابوں کی دنیا

خبرنامہ



خاور نقیب

اڈیشا کا پہلا اردو اخبار

ہفتہ وار 'مسلم گزٹ'

ہندوستان میں اردو صحافت کی تاریخ دو صدی سے زائد عرصے کو محیط ہے۔ اس طویل عرصے میں اردو صحافت نہ صرف یہ کہ عوامی سطح پر مقبول ہوئی بلکہ 1822 سے 1947 تک تحریکِ آزادی کے ہر موڑ پر اس نے اپنے نقوش بھی ثبت کیے۔ جہاں تک اردو کے اولین اخبار کے اجرا کا تعلق ہے اس میں اختلاف رائے پایا جاتا ہے۔ پروفیسر سید ارتضیٰ کریم تحریر کرتے ہیں:

''محققین کے مطابق اردو صحافت کا آغاز 27 مارچ 1822 کو ہفت روزہ 'جامِ جہاں نما' کلکتہ سے ہوا۔ جس کے مالک ہری دت اور مدیر منشی سدا سکھ رائے تھے۔ اس اخبار کو کمپنی سرکار کی سرپرستی حاصل تھی۔ یہ بنیادی طور پر فارسی کا اخبار تھا اور اس میں اردو کی حیثیت ایک ضمیمے کی سی تھی۔ کچھ محققین کا یہ بھی خیال ہے کہ 1794 میں شائع ہونے والا ٹیپو سلطان کا ہفت روزہ 'فوجی اخبار' اردو کا اولین اخبار ہے اور ایک تحقیق یہ بھی ہے کہ ہندوستانی پریس کلکتہ سے شائع ہونے والا مولوی اکرام علی کا اخبار 'اردو اخبار' اردو کا پہلا اخبار ہے جو 1810 میں شائع ہوا''[1]

محققین کے اختلاف رائے سے تحقیق کا کام آگے بڑھتا ہے اور محققین، تحقیق کی دشوار گزار راہوں سے ہو کر بالآخر اس مقام تک رسائی حاصل کر لیتے ہیں جہاں اختلاف رائے کی بڑی حد تک گنجائش نہیں رہتی۔ البتہ بعض تحقیقی امور اختلاف رائے کے سبب مدتوں معلق رہتے ہیں۔ جیسا کہ آج تک یہ طے نہیں کیا جا سکا کہ اردو کا پہلا اخبار کون سا ہے؟ اس سلسلے میں ٹیپو سلطان شہید کے فرمان پر ان کے سرکاری مطبع (میسور) سے شائع ہونے والے 'فوجی اخبار' (1794) پر ہماری نظر مرکوز ہوتی ہے۔ لیکن یہ خالص اردو اخبار نہیں تھا۔ بلکہ اس کے صفحات انگریزی اور دوسری ہندوستانی زبانوں کے لیے بھی مختص تھے اب جبکہ محققین کی ایک بڑی جماعت ہفت روزہ 'جامِ جہاں نما' کو اردو کا پہلا اخبار تسلیم کر چکی ہے۔ لہٰذا تحقیق کی اس حمیت پر خطِ تنسیخ نہیں کھینچا جا سکتا۔ البتہ اس ضمن میں اتنا عرض کرنا ضروری سمجھتا ہوں کہ مولانا امداد صابری کی تحقیق کے مطابق 'جامِ جہاں نما' فارسی زبان میں 16 رمئی 1822 کو اور اس کا اردو ضمیمہ 23 رمئی 1823 کو نکلا۔[2] ملحوظ رہے کہ اسی سال مئی 1823 میں منشی رام ٹھاکر کی ادارت میں کلکتہ سے 'شمس الاخبار' کا اجرا بھی ہوا تھا۔ مگر اس کی تاریخ اجرا مکمل نہیں ہے۔ اس اعتبار سے 'جامِ جہاں نما' کے اولین اردو ضمیمے کو اردو صحافت کا نقشِ اول قرار دیا جا سکتا ہے۔ 'جامِ جہاں نما' کا اردو ضمیمہ اوائل جنوری 1828 تک شائع ہوتا رہا۔ بعد ازاں اس کی اشاعت بند ہو گئی۔ نیشنل آرکائیوز آف انڈیا، دہلی میں محفوظ 'جامِ جہاں نما' کے ایک شمارے میں اس کے بند ہونے کی توجیہہ یوں پیش کی گئی ہے:

''اس لحاظ سے کہ بہتیرے قدر شناس جنٹوں کی لطف گستری سے اس کاغذ نے رونق اور شہرت پائی اردو عبارت سے ذوق نہیں رکھتے اور اہلِ ہند جنٹوں کی زبان ہی فارسی ہے وہ فارسی کی تحریر چاہتے ہیں۔ خاکسار نے مناسب سمجھا کہ آئندہ ہفتہ سے ہندی فرمان کے عوض اور فرمان فارسی میں لکھا کرے''[3]

ان باتوں سے قطع نظر جہاں تک اخبار نویسی کا تعلق ہے یہ ایسا فن ہے جو معاشرتی سطح پر اپنی چھاپ قائم کرتا ہے اور اخبار چونکہ ایک سماجی آرگن ہوتا ہے۔ لہٰذا اس کی ایک حاوی زبان (Dominant Language) ہوتی ہے جسے ہم صحافت کی زبان کہہ سکتے ہیں۔ ایک اور بات یہ بھی ہے کہ ہر اخبار اپنی طے شدہ پالیسی پر کاربند ہوتا ہے اور یہی پالیسی اس کی شناخت ہوتی ہے۔ لیکن اس کے قدر و معیار کا تعین اخبار کے مدیر اور اس سے وابستہ اخبار نویسوں کی ژرف نگاہی، سوجھ بوجھ اور طرزِ تحریر سے ہوتا ہے۔ خصوصاً اخبار کے ایڈیٹر کے لیے از حد ضروری ہے کہ وہ سماجی شعور کے سیاق و سباق پر گہری نظر رکھتا ہو اور اس کی تحریر اخباری اور ثقافتی زبان (Cultural Language) کا ایسا آمیزہ ہو جو سماجی شعور کو متاثر

کر سکے۔ سلیم شہزاد کی رائے مبنی بر حقیقت ہے کہ ''اخبار نویسی چونکہ ایک بڑا سماجی عمل ہے جو اس کے ماحول اور کیف و کم کے مدِ نظر ہی واقع ہوتا ہے۔''4

اس میں کوئی دو رائے نہیں کہ اخبار سماج کا ایک لاینفک جزو ہے۔ جس کے متون میں سماج سے کشید کیا ہوا مواد جسے ہم سماج کا اجتماعی شعور بھی کہہ سکتے ہیں۔ موج تہہ نشیں کی صورت کارفرما ہوتا ہے۔ اگر ہم کسی عہد کے اخبار کا سماج سے جڑے ہوئے موضوعات کے تناظر میں تاریخ وار مطالعہ کریں اور اس کے جملہ مشمولات پر مبنی ایک تجزیاتی گوشوارہ مرتب کر سکیں، تو یہ گوشوارہ اس عہد کی معاشرت اور روحِ عصر کا نگارخانہ ثابت ہو سکتا ہے۔

ٹیپو سلطان شہید کے فوجی اخبار (1794) سے لے کر 1857 تک شائع ہونے والے دسیوں اخبارات نے عوامی سطح پر جس نوع کی ذہن سازی کی اور اردو صحافت کی مشاطگی کا فریضہ انجام دیا اس کی تفصیلات خاصی طول طویل ہیں۔ تاہم ہندوستان کے مختلف مقامات سے شائع ہونے والے کچھ اخبار کے سرسری احوال ذیل میں درج کیے جا رہے ہیں:

اردو اخبار (1810) مدیر مولوی اکرام علی، کلکتہ، ہفتہ وار جام جہاں نما (1822) مدیر منشی سدا سکھ، کلکتہ، ہفتہ وار شمس الاخبار (1823) مدیر منشی رام ٹھاکر، کلکتہ، ہفتہ وار دہلی اردو اخبار (1837) مدیر مولوی محمد باقر، دہلی، ہفتہ وار سید الاخبار (1837) مدیر۔ سید محمد خاں۔ دہلی، ہفتہ وار کریم الاخبار (1845) مدیر۔ مولوی کریم الدین، بمبئی، ہفتہ وار قران السعدین (1852) ماسٹر رام چندر، دہلی، ہفتہ وار فوائد الشائقین (1846) پر بھودیال، دہلی، ہفتہ وار اسعد الاخبار (1847) مدیر۔ قمر الدین، آگرہ، ہفتہ وار سدھاکر اخبار (1848) مدیر۔ تارا موہن متر، بنارس، ہفتہ وار گوالیار اخبار (1848) مدیر۔ لکشمی پرشاد، گوالیار، ہفتہ وار بنارس اخبار (1848) مدیر گھوش رگھوناتھ۔ بنارس، ہفتہ وار عمدۃ الاخبار (1849) مدیر۔ پھمن پرشاد۔ بریلی، الحقائق (1849) مدیر، موتی لال۔ آگرہ، ہفتہ وار کوہ نور (1850) مدیر ہرسکھ رائے۔ لاہور، خورشید عالم (1850) مدیر۔ منشی دیوان چند۔ سیالکوٹ، ہفتہ وار نور علیٰ نور (1851) مدیر۔ مولانا محمد حسین۔ لدھیانہ، ہفتہ وار باغ و بہار (1851) مہاراجہ بنارس، ہفتہ وار مفتاح الاخبار (1852) مدیر۔ مولوی محبوب علی۔ میرٹھ، ہفتہ وار آفتاب ہند (1853) مدیر بابو گووند رگھوناتھ۔ بنارس، ہفتہ وار صادق الاخبار (1853) مدیر مصطفیٰ خاں۔ دہلی، ہفتہ وار وکٹوریہ پیپر (1853) مدیر۔ دیوان چند، سیالکوٹ، ہفتہ وار صادق الاخبار (1854) مدیر سید جمیل الدین خاں ہجر، ہفتہ وار کشف الاخبار (1854) مدیر۔ منشی امان علی۔ بمبئی، مظہر الاخبار (1856) مدیر۔ محمد خواجہ بادشاہ مدراس، ہفتہ وار سحر سامری (1856) مدیر۔ منشی نرائن عیاش لکھنؤ، ہفتہ وار مفید خلائق (1856) مدیر۔ شیو نرائن۔ آگرہ، ہفتہ وار خلاصۃ الاخبار (1857) مدیر۔ متھرا داس۔ دہلی، طلسمِ حیرت (1857) مدراس، پیامِ آزادی (1857) یہ اخبار بہادر شاہ ظفر کے نواسے مرزا بیدار بخت کے حکم پر شائع ہوا تھا۔

جہاں تک ہفتہ وار دہلی اردو اخبار کا تعلق ہے اس کا اجرا 1837 میں ہوا لیکن غدر کے بعد اس کا تیور حد درجہ باغیانہ ہو گیا۔ جس کی پاداش میں مولوی محمد باقر شہید کر دیے گئے۔ وہ اردو کے پہلے شہید صحافی ہیں جن پر ایک انگریز کو تحفظ فراہم نہ کرنے کا الزام بھی عائد کیا گیا۔ اسی ہیجان انگیز دور میں اودھ اخبار (1858) مدیر۔ منشی نول کشور، لکھنؤ، اردو کا پہلا روزنامہ اردو گائیڈ (1858) مدیر مولوی کبیر الدین احمد خاں، اودھ پنچ (1877) مدیر۔ منشی سجاد حسین، لکھنؤ۔ اکمل الاخبار (1886) حکیم محمود احمد خاں۔ پیسہ اخبار (1887) منشی محبوب عالم، لاہور وغیرہ متعدد اخبار نے جہاں اردو صحافت کو زبانِ خلق کا ترجمان بنایا وہیں یہ اخبار جبر و استبداد کے خلاف سینہ سپر بھی رہے۔

اب آیئے اردو صحافت کے زرّیں دور پر اک نظر ڈالیں۔ محققین نے 1901 سے 1947 تک کے دور کو اردو صحافت کا زرّیں دور کہا ہے۔ اس دور کے کم و بیش ہر اخبار نے تحریکِ آزادی کی کھل کر حمایت کی اور حصولِ آزادی کے لیے قوم کو ایک سلکِ اخوت میں پروئے رکھا۔ اس دور کے اردو اخبار مثلاً زمیں دار (1903) مولانا ظفر علی خاں، لاہور۔ اردوئے معلیٰ (1903) مولانا حسرت موہانی، علی گڑھ۔ الہلال (1912) مولانا ابوالکلام آزاد، کلکتہ۔ ہفتہ وار مدینہ (1912) مولوی مجید حسن، بجنور۔ ہمدرد (1913) مولانا محمد علی جوہر۔ البلاغ (1915) مولانا ابوالکلام آزاد۔ پرتاپ (1919) لاہور۔ ریاست (1924) سردیوان سنگھ مفتون۔ دہلی۔ سچ (1925) مولانا عبد الماجد دریابادی۔ انقلاب (1938) بانی مدیر مولوی عبد الحمید انصاری، بمبئی وغیرہ نہ صرف یہ کہ آتش زیرپا رہے بلکہ اردو صحافت کے خال و خط کو مزید آراستہ و پیراستہ بھی کیا۔

اردو صحافت کے اسی زرّیں دور میں قصبہ سونگڑہ کے ایک جید عالم مولانا سید فضل الرحمٰن قاسمی نے جون 1937 میں ہفتہ وار 'مسلم گزٹ' کا اجرا کیا۔ شہر کٹک سے نکلنے والا اردو کا یہ پہلا اخبار تھا جس نے صوبۂ اڈیشا میں اخباری صحافت کی داغ بیل ڈالی۔ 8 رصفحات پر مشتمل اس اخبار کا سائز 12mm×22 تھا جو لکشمی نارائن پریس (کٹک) میں طبع ہوا کرتا تھا۔ اس ضمن میں قابلِ ذکر بات یہ ہے کہ ہفتہ وار 'مسلم گزٹ' کے اجرا سے تقریباً سات سال قبل سید فضل الرحمٰن قاسمی کے برادرِ خرد مولانا سید محمد عمر کا ماہنامہ رسالہ 'المصور' منصۂ شہود پر آچکا تھا۔ صوبۂ اڈیشا کی مردم خیز سرزمین سونگڑہ سے شائع ہونے والا اردو کا یہ پہلا رسالہ تھا۔ جس نے انیسویں صدی کی تیسری دہائی میں اڈیشا میں اردو صحافت کی شمع روشن کی۔ 'المصور' کے متعلق ڈاکٹر حفیظ اللہ نیولپوری رقم طراز ہیں:

''ماہنامہ 'المصور' کا اجرا اڑیسہ میں اردو صحافت کا پہلا قدم تھا۔ مولوی محمد عمر کی تعلیم اتر پردیش کے اسلامی مدارس میں ہوئی۔ ان کے اندر زبان و ادب کے ارتقا کا جذبہ موجزن تھا کہ گوناگوں مسائل کے باوجود انھوں نے سرزمینِ اڑیسہ سے 'المصور' جیسے ایک اردو ماہنامہ کا اجرا کیا۔''5

مدعائے تحریر اصل میں یہ ہے کہ 1901 سے 1947 تک ملک کے مختلف مقامات سے اردو کے جتنے اخبار شائع ہوئے ان میں ایک ہفتہ وار 'مسلم گزٹ' بھی تھا۔ جس نے اردو صحافت کے اس ہنگامی دور میں نہ صرف یہ کہ مسلمانانِ اڈیشا کے دلوں میں حریت کے جذبات کو بیدار رکھا بلکہ ان کی سیاسی و اخلاقی رہنمائی بھی کی۔

اس وقت میرے پیش نظر ہفتہ وار 'مسلم گزٹ' کے 13 رشمارے ہیں۔ جو بے حد خستہ حال اور کرم خوردہ ہیں۔ ان میں سے بیشتر شماروں کے شروع اور آخر کے صفحات امتدادِ زمانہ کے ہاتھوں ضائع ہو چکے ہیں۔ 22 ربیع الاول 1356ھ مطابق 3 رجون 1937 سے 20 رجمادی الثانی 1356ھ مطابق 27 راگست 1937 تک کل 13 رشماروں کے 72 صفحات اپنے دور کی جو تصویر پیش کرتے ہیں اس کی تاریخی اہمیت سے انکار نہیں کیا جا سکتا۔ 'مسلم گزٹ' کے مدوّن شماروں کے مشمولات سے اندازہ ہوتا ہے کہ یہ اخبار عوام کے مافی الضمیر کا اظہاریہ تھا جس کے موضوعات متنوع اور وقیع ہوتے تھے۔ اس میں ملکی و غیر ملکی خبروں کے علاوہ 1937 میں کانگریس پارٹی کی سرگرمیاں، تحریک آزادی کو جلا بخشنے والی تحریریں، جمعیۃ علماء ہند کی کارگزاریاں خصوصاً اڈیشا میں اس کی صوبائی شاخ کے قیام کے سلسلے میں اپیلیں، کھیل کود سے متعلق خبریں اور ادارتی گزارشات وغیرہ رشحاتِ قلم باہتمام شائع ہوتے تھے۔ 'مسلم گزٹ' کے دستیاب شماروں کا بالاستیعاب مطالعہ کیا جائے تو اس کے مشتملات ہمیں اخبار کی پالیسی اور ترجیحات کی خبر دیتے

> **ہفتہ وار 'مسلم گزٹ' بلا شبہ ایک جہت ساز اخبار تھا، جس نے اڈیشا کے مسلمانوں کو عصری تقاضوں سے باخبر رکھنے کی سعی بلیغ کی اور انھیں میدانِ کارزار میں ڈٹے رہنے کا حوصلہ بھی عطا کیا، لیکن افسوس کہ یہ اخبار زیادہ دنوں تک جاری نہیں رہ سکا، حالانکہ اس کے فاضل مدیر اور بہی خواہوں نے اس کی خیرو بقا اور استقامت کے لیے بارہا اپیلیں شائع کیں اور قلم سے تیر و نشتر کا بھی کام لیا، لیکن ان کی کوششیں رائیگاں گئیں۔**

ہیں۔ لہٰذا مطالعے سے پتا چلتا ہے کہ یہ اخبار جمعیۃ علما ہند کا ترجمان اور تحریکِ آزادی کا علم بردار تھا۔

مدبرینِ امت، مجاہدین ملت کا فیصلہ ہے کہ آپ پر دو فرض عائد ہوتے ہیں۔ نظامِ ملت درست کرنے کے لیے آپ جمعیۃ علما ہند کے ساتھ منسلک ہوں۔"6

اخبار کے فاضل مدیر سید فضل الرحمٰن قاسمی کی دیرینہ خواہش تھی کہ 'مسلم گزٹ' ملکی سطح پر قوم وملت کا ترجمان بنے اور وہ یہ بھی چاہتے تھے کہ اڈیشا کے مسلمانوں کی زبوں حالی دور ہو۔ لہٰذا انھوں نے اپنے اخبار کے توسط سے مسلمانوں کو تعلیمی اور معاشی بحران سے نکلنے اور اپنے سماجی حالات کو بہتر بنانے کے بارہا تلقین کی۔ حق بات تو یہ ہے کہ صحافت اپنے اندر معاشرتی حالات اور عوام الناس کی سوچ کو بدلنے کی بڑی قوت رکھتی ہے۔ بشرطیکہ وہ صحافت صادق القول اور جری ہو۔ Tom stoppard نے ایک جگہ لکھا ہے:

"I still belive that if your aim is to change the world, Journalism is a more immediate short-term weapon" 7

یہ امر مسلمہ ہے کہ کسی بھی زبان کی معیاری صحافت کلیشے (Cliche) کی زبان استعمال نہیں کرتی۔ بلکہ وہ ایسی Demotic Language کو بروئے کار لاتی ہے جو چٹ پٹی، موثر اور لیبلنگ ہونے کے ساتھ ہی عوام وخواص کے مذاق سے ہم آہنگ ہوتی ہے۔ 'مسلم گزٹ' کے مندرجات بالخصوص اس کے اداریے اور مضامین میں بڑی حد تک سلیس زبان استعمال کی گئی ہے۔ البتہ کہیں کہیں مقامی زبان کی آمیزش بھی نظر آتی ہے اور املے کا فرق بھی نمایاں ہے۔ ذیل میں ایک اداریے کا اقتباس ملاحظہ فرمائیں:

"افراد کی صورتیں جو کہ تمہارے سامنے نظر آتی ہیں انھیں کے مجموعہ کا نام قوم ہے۔ لہٰذا میں تم ہی سے پوچھتا ہوں کہ اگر تمہیں میں کا ایک شخص خریدار بن گیا تو ساری قوم بن گئی۔ جب ساری قوم خریدار بن گئی تو اخبار چل نہیں سکتا؟... آپ کو معلوم ہے جب ابتدا ایک بچہ پیدا ہوتا ہے اس کی تمام قوتیں کمزور ہوتی ہیں۔ نہ وہ بول سکتا ہے، نہ وہ سمجھ سکتا ہے، نہ وہ کھڑا ہو سکتا ہے۔ غرض کہ سب کچھ کمزور ہوتے ہیں۔ مگر جب دنیا میں چند دن گزار لیتا ہے۔ اس کی قوت میں اضافہ بھی ہوتا ہے یہی حال ابھی اس اخبار کا ہے"8

ہفتہ وار 'مسلم گزٹ' بلا شبہ ایک جہت ساز اخبار تھا۔ جس نے اڈیشا کے مسلمانوں کو عصری تقاضوں سے باخبر رکھنے کی سعی بلیغ کی اور انھیں میدانِ کارزار میں ڈٹے رہنے کا حوصلہ بھی عطا کیا۔ لیکن افسوس کہ یہ اخبار زیادہ دنوں تک جاری نہیں رہ سکا۔ حالانکہ اس کے فاضل مدیر اور بہی خواہوں نے اس کی خیر و بقا اور استقامت کے لیے بارہا اپلیں شائع کیں اور قلم سے تیر و نشتر کا بھی کام لیا۔ لیکن ان کی کوششیں رائیگاں گئیں۔ 'مسلم گزٹ' کی بحرانی صورتِ حال کے پیشِ نظر مولانا فضل الرحمٰن قاسمی اور ان کے خیرخواہوں کی دلی کیفیات کا اندازہ ان کی تحریروں سے لگایا جا سکتا ہے۔ اقتباسات حسب ذیل ہیں:

"اپنے عمل کا حساب کرنے والا صرف اخبار ہی ہے۔ پس اگر زندہ رہنے کا ارادہ ہے تو اسے زندہ رکھیے اور اپنی زبان اور کلچر کو برباد ہونے سے بچائیے۔ ورنہ آپ کھچڑی ہو جائیں گے اور آپ کی ہستی خلط ملط ہو کے رہ جائے گی۔ 9

ہفتہ وار 'مدینہ' (بجنور) کے مدیر نے 'مسلم گزٹ' کی حالت زار کا جو نقشہ کھینچا ہے وہ واقعی پر تاسف ہے۔ مراسلے کا اقتباس ملاحظہ فرمائیں:

"اگر چہ اس اخبار کی ظاہری حالت سے اس کی مفلسی، بے مائگی اور فاقہ زدگی کا پورا اظہار ہوتا ہے۔ لیکن ہمیں توقع ہے اڑیسہ کے ذی ثروت مسلمان بالخصوص اور عام حلقہ بگوشانِ اسلام بالعموم اپنے قومی فریضہ کی بجا آوری میں زیادہ سستی و کاہلی کو دخل نہ دیں گے اور اپنے امداد و تعاون کے ذریعہ صوبہ کے اس قومی آرگن کو حیاتِ جاوید بخشنے کی پوری پوری کوشش فرمائیں گے"10

غرض کہ ہفتہ وار 'مسلم گزٹ' زیادہ دنوں تک جاری نہیں رہ سکا۔ اس کے شکستہ اور کرم خوردہ شمارے جو اس وقت زیر تدوین ہیں وہ ادبی نقطۂ نظر سے کسی نعمتِ غیر مترقبہ سے کم نہیں۔ سچی بات تو یہ ہے کہ یہ اخبار صحیح معنوں میں ایک قومی آرگن تھا۔ جس نے معاشرتی اخلاق کی بھی تعلیم دی۔ اس کے فاضل مدیر نے ہر ممکن کوشش کی کہ اخبار پابندی سے نکلتا رہے۔ اس سلسلے میں انھوں نے اپنے اخبار میں قارئین سے راست گفتگو کی طرح بھی ڈالی مگر ذیل کا اقتباس کچھ اور ہی احوال بیان کرتا ہوا نظر آتا ہے۔

"افسوس جن لوگوں کے پاس پچھلے مہینہ کا روپیہ باقی ہے نہ انھوں نے دیا، نہ ان لوگوں نے جو شروع سے پرچہ لیتے ہیں اور اب تک ایک پیسہ بھی نہ دیا۔ بعض حضرات نے پہلی تاریخ کا وعدہ فرما کر اسے فراموش کر دیا۔ ایسی حالت میں ہم کیا کر سکتے ہیں۔ کم از کم بطور امداد کچھ چندہ ہی ارسال فرمایئے تا کہ ہم پریس کے قرضہ سے سبکدوش ہو جائیں"11

مندرجہ بالا اقتباس سے اندازہ ہوتا ہے کہ اگست 1937 میں یہ اخبار زوال کی کگار پر پہنچ چکا تھا۔ لیکن اس کی اشاعت کب بند ہوئی یہ امر ہنوز تشنۂ تحقیق ہے۔

حواشی

1 اردو صحافت کے دو سو سال (حصۂ اول) مرتب، سید ارتضیٰ کریم ص۔5 پہلی اشاعت 2017۔ناشر، قومی کونسل برائے فروغ اردو زبان (نئی دہلی)

2 تاریخ صحافت اردو (جلد اول) امداد صابری، ص 52۔ 1953

3 ماخذ، تاریخ صحافت اردو (جلد اول) امداد صابری ص 55-54۔ 1953

4 فرہنگِ ادبیات۔ سلیم شہزاد۔ ص 529۔ پہلی اشاعت، 2018۔ ناشر، قومی کونسل برائے فروغ اردو زبان

5 اڑیسہ میں اردو۔ ڈاکٹر حفیظ اللہ نیولپوری۔ ص 268۔ سال اشاعت۔ 2001، ناشر قومی کونسل برائے فروغ اردو زبان (نئی دہلی)

6 ہفتہ وار مسلم گزٹ، مدیر۔ مولانا سید فضل الرحمٰن قاسمی۔ شمارہ، 27/اگست 1937۔ ص6

7 Source: https://www.brainyquote.com

8 ہفتہ وار مسلم گزٹ، شمارہ، 10/جون 1937 ص:2

9 ہفتہ وار مسلم گزٹ۔ شمارہ، 24 جون 1937۔ ص:5

10 ہفتہ وار مسلم گزٹ، شمارہ، 22/ربیع الثانی 1356ھ ص:8

11 ہفتہ وار مسلم گزٹ۔ شمارہ، 13/اگست 1937۔ ص:7

■

Khawar Naquib
Editor"Tarweej"
Daryapur, P.O. Kood(Sungra)
Dist. Cuttack- 754221 (Odisha)
Mob: 7605902971
E-mail: khawarnaqeeb@gmail.com